**معاشرہ**

**چاشت کا وقت تھا۔سب دوست خوش گپیوں میں مصروف تھے۔فیضان صاحب اور مبشر  صاحب جو کہ سرمایہ دار تھے، اپنی روزمرہ کی  مصروفیات کا  تزکرہ کر رہے تھے۔فیضان  صاحب نے بتایا کہ  " کل بیرسٹر صاحب آئے،چند ہفتے قبل انہیں ایک کیس میں ہار ہوتی نظر آرہی تھی، بہت پریشان تھے، میں نے جج کو اپنا سلام بھیجا تھا، اور انہوں نے بڑی خوشی سے اسکا جواب دیا تھا، بیرسٹر  صاحب اسی مہر بانی کا شکریہ ادا کرنے آئے تھے"۔یہ عمردراز لوگوں کی محفل تھی،چونکہ فجر کی نماز کے بعد یہ محفل سجتی تھی اس لیے نوجوان کم ہی اس میں شریق ہوتے تھے، ہاں اگر کسی کا امتحان سر پر ہوتا یا کوئ منت پوری کروانی ہوتی تو اکا دکا نوجوان نماز کے بعد چند منٹ بیٹھ جاتے تھے۔اسد جو کہ پیشے سے ایک کالم نگار تھے۔ انہوں نے یہ بات سنی، بہت دکھ پہنچا کہ عدل کرنے والے کا ترازو نوٹوں کی سمت جھک گیا۔ جناب اسد نہایت راستباز،انصاف پسند،اللہ سے ڈرنے والے اور دیندار شخص تھے، انہوں نے یہ تمام خوبیاں بڑھاپے میں اپنائیں تھیں۔جوانی کے قصے اس سے بلکل مختلف تھے، لوگوں کے کہنے پر کئ جھوٹے کالم لکھے، کئ بار رشوتیں لیں، ہر بڑے آدمی سے یارانہ تھا۔چونکہ اب عمر رسیدہ تھے اس لیے سچی توبہ کرلی تھی اور اللہ اللہ کا ورد کرتے رہتے تھے۔**

**مبشر صاحب نے اسد صاحب سے دریافت کیا، "آپ کن خیالوں میں گم ہیں جناب؟کوئ پریشانی ہے تو بتائیے فیضان صاحب کے سلام سے سب ٹھیک ہو جائے گا"۔ سب قہقہا لگا کر ہنسے، اسد صاحب نے بات بدلی اور ہنستے ہوئے جواب دیا کہ " یار ایسی بات نہیں ہے، میں تو بس اپنے جوانی کے دن یاد کر رہا تھا، میں بہت قابل تھا، بہت سے لوگوں کو چپ کروایا میں نے، بڑے بڑے استادوں کو سکھایا ہے، مگر آج کل کے یہ نوجوان عقل سے خالی ہیں، کوئ بھی عقل والی بات نہیں کرتا،کوئ نئ بات نہیں کرتا"۔ "ہاہاہاہا، ارے میں نے تو اپنے تمام بچے نجی انگریزی اسکولوں میں پرھائے ہیں، ماشااللہ انگریزی فر فر بولتے ہیں، میز پر بیٹھ کر کھانے کے آداب دیکھ کر آپ بھی دنگ رہ جاوء گے، اپنے فن میں ماہر ہیں، آپ تو  ان سے کئ بار ملے ہیں ، کیا وہ بھی زہین نہیں؟" فیضان صاحب نے دریافت کیا۔ "ہاہاہاہا اس میں کوئ شق نہیں کہ دور حاضر کے لہاظ سے آپکے بچے قابل ہیں ،ظاہر ہے بغیر زہانت کے کوئ ڈاکٹر نہیں بن سکتا ، مگر میں نے ان سے کوئ نئ چیز نہیں سیکھی" اسد صاحب نے مسکرا کر جواب دیا۔یونہی باتیں چل رہی تھیں کہ اکبر وہاں پہنچا۔**

**اکبر مدرسے میں طالب علم تھا، مدرسہ امراء کے صدقوں اور عطیات پر چلتا تھا، مہینے کے آغاز میں اکبر محلے کے تمام گھروں سے عطیات لینے آتا تھا،  اس نے سب کو ادب سے سلام کیا، مبشر صاحب نے کہا "آوء بیٹا کیسے ہو؟"۔ "اللہ کا احسان ہے، آپ سب کیسے ہیں؟"جواب دیا۔ "اور کیسی جا رہی ہے مدرسے کی تعلیم؟" "بہت خوب،ان شا اللہ اگلے ماہ میری تعلیم مکمل ہوجائے گی"۔  اچھا یہ تو بہت اچھی بات ہے، نوکری کہاں کرو گے؟ " جی آپ ہی کے پاس،والد صاحب اب مزید چوکیداری نہیں کر پاتے، میں نے سوچا ہے کہ انکی جگہ  اب میں اس محلے کا چوکیدار بن جاوں، گھر بھی چلتا رہے گا، اور والد محترم آرام بھی کرلیں گے۔"**

**اسد  صاحب نے کہا "اگر تم اسکول جاتے تو کلرک لگ جاتے، اس وقت تمہارے باپ سے کہا بھی تھا کہ سکول داخل کروا دو،اگر اس نے ایسا کیا ہوتا تو آج معاشرہ  تمہاری عزت کرتا۔۔۔۔۔" اکبر سنجیدگی سے بولا " میں اس معاشرے سے عزت ہر گز نہیں چاہتا"۔اس پر سب حیران رہ گئے، اسد صاحب نے پوچھا وہ کیوں؟ زلت پسند ہے کیا؟لو جی بھائیوں، مدرسے کے مولوی اب بچوں کا دماغ بھی خراب کرنے لگے ہیں، ہاہاہا"۔  اکبر نے بڑے اطمعنان سے سب کا  ہنستا چہرہ دیکھا، پھر بولنا شروع کیا "صاحب جی، ہر شخص چاہتا ہے کہ لوگ اسکی عزت کریں۔یہ انسان کی فطرت میں شامل ہے۔انسان کی یہ خصوصیت، ایک پر امن معاشرے کی بنیاد رکھتی تھی۔میں نے سابقہ جملہ ماضی میں اس لیے رکھا کیونکہ انسان کی یہ خوبی اب معاشرے میں بگاڑ کا باعث بن گئ ہے"۔ سب کو دھچکا سا لگا، سب اسکی جانب دیکھنے لگے۔ "انسان آج بھی عزت کا پیاسا ہے،فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے پہل معاشرہ متقی اور پرہیزگاروں کی عزت کرتا تھا، ۔اور اب"جدت پسند" زمانہ اہل علم اور اہل عمل لوگوں کی جگہ، امرا اور اہل مال لوگوں کی عزت کرتا ہے۔اسی وجہ سے آدمی دولت کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔**

**جب لوگوں کو ان کے مال کے بجائے ان کے کردار کی بنیاد پر عزت دی جاتی تھی تو لوگ متقی بننے کیلئے کوشاں رہتے تھے؛ معاشرہ پھلتا پھولتا تھا۔اور زمین امن و امان کی جگہ تھی۔اس معاشرے میں لوگوں کی عزت، مال اور جان محفوظ ہوتی تھی۔مگر اب جب معاشرے نے عزت کا معیار دولت کو بنا دیا ہے تو ہر جانب مال اکٹھا کرنے کی دوڑ ہے۔ حلال اور حرام کی تمیز بھی ختم ہو گئ ہے۔ظاہر ہے جب مال اکٹھا کرنا مقصد ہو تو صحیح غلط کون دیکھے گا۔"**

**سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے، اکبر نہ رکا "مال کی خواہش نے ہی آدمی کو اپنے اہل و عیال سے دور کر دیا ہے۔صبح سے رات تک بچے، اپنے باپ کے دیدار کو ترس جاتے ہیں۔مغرب کے "اہل علم" کہلائے جانے والے خاندانوں کی تو مائیں بھی نوکریاں کرتی ہیں۔یی وجہ ہے کہ وہاں کی نوجوان نسل اخلاقی زوال کا شاکار ہے۔ان کی تربیت کرنے کیلئے کوئ نہیں۔اولاد کو دنیاوی دولت کی خاطر چھوٹی عمر ہی میں اسکول کی نظر کر دیا جاتا ہے۔7 سال کی عمر تک تو اللہ بھی بچے پر نماز فرض نہیں کرتا۔مگر ہم ظالم 3 سال کے بچے کو بھی فکر معاش کے خوف میں مبتلا کر ؛اسے دنیاوی علوم کی طوفانی موجوں میں دھکیل دیتے ہیں۔اللہ پر بھروسے کی بجائے ہم انہیں اپنی تعلیم پر توکل کرنے کا کہتے ہیں۔**

**آج آپ کے سامنے اس  معاشرے کی کئ ایسی مثالیں ہیں جو اس کے معیار عزت کے تبدیل ہونے کا ثبوت ہیں۔ آج کالے شیشے والی گاڑی سے اترنے والے عیاش اور بدکار شخص کو سلام کیا جاتا یے، جبکہ حلال روزی کمانے والے ملازم کے ساتھ جانور سے بھی بد تر سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ معاشرہ دھوکے باز کو سمجھدار اور ایماندار کو بیوقوف سمجھتا ہے۔بےحیا کو شہرت ملتی ہے اور باحیا کو یہ معاشرہ، پرانی سوچ رکھنے والے جاہل کا خطاب دیتا ہے۔یہاں زہین صرف اسے سمجھا جاتا ہے جو نصاب کی کتاب رٹ لے۔اگر کسی کو نصاب کی کتاب یاد نہیں تو وہ نکمہ ہے،پھر چاہے اس نے نصاب کی کتاب کے علاوہ دو سو کتابوں کا مطالعہ کیا ہو اور چیزوں کو گہرائ اور مختلف زاویوں سے دیکھتا ہو۔آپ کو میرے الفاظ برے لگ رہے ہوں گے ، مگر یہی حقیقت یے۔کانٹوں کو پھول کیوں کہوں؟ بہتر ہے کہ معاشرے کو اس کی سیاح صورت آئنے میں دکھائ جائے۔اب آپ ہی بتائیں، کیا یہ سب جانتے ہوئے بھی میں اس معاشرے سے عزت حاصل کرنے کی کوشش کروں؟مجھے اس سے عزت ہر گز نہیں چاہئے۔۔۔۔۔""**

**ہر شخص خاموش تھا۔جو تقریر اکبر نے کی تھی، کوئ بھی اسکی تاب نہ لا سکا ،سب خاموش مجسموں کی مانند بیٹھے تھے۔ اکبر کو احساس ہو گیا کہ اس سے غلطی ہو گئ ہے ، اسے ان لوگوں سے یہ سب نہیں کہنا چاہیئے تھا، اس نے آواز نکالی:"اچھا اب مجھے اجازت دیجئے، مجھے عطیات اکٹھے کرنے ہیں اللہ آپ سب کو لمبی عمر عطا کرے ، اللہ حافظ!"۔  کسی نے جواب نہ دیا سب خاموش رہے، اسی خاموشی میں آج کی محفل کا اختتام ہوا۔ اسد صاحب گھر  پہنچے اور خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گئے، انکی بیگم کو یہ عجیب معلوم ہوا، کیونکہ وہ ہر روز محفل سے واپس آکر ، وہاں ہونے والی باتیں اپنی بیوی کو بتایا کرتے تھے۔ بیگم نے دریافت کیا: " خیریت تو ہے؟ آج خوماش کیوں ہیں آپ؟"۔  "کچھ نہیں بس۔ ۔ ۔ ۔ ۔آج کسی سے۔۔۔۔،  ایک نئ چیز سیکھی ہے میں نے۔۔۔" خاموش لبوں پر جنبش پیدا ہوئ۔**

مصنف:سعد اشتیاق